ماں اور بیٹے کی محبّت نفسیاتی ہے؟

مولانا عصمت اللہ ☆

فرائڈ اور دیگر ماہرینِ نفسیات کی اکثریت کہتی ہے کہ والدین کی محبت اولاد کے ساتھ یکساں نہیں ہے‘ اسی طرح اولاد کی طرف سے بھی فرق موجود ہے۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک جنس مخالف سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور اس کا محرّک جنس ہوتا ہے۔ ان افکار سے متاثر لوگوں کی طرف سے چونکہ اس کا اظہار عام مجالس میں کئی دفعہ علم میں آیا ہے اس لیے دل کی عدمِ رغبت کے باوجود اس پر اپنے خیال کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے‘ کیونکہ یہ نظریہ لوگوں میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔ سلیم الفطرت انسان سے یہ توقع اگر چہ نہ ہونے کے برابر ہے کہ وہ ان باتوں کو قبول کرلے گا‘ لیکن جب تک مذکورہ نظریہ کی غلطی دلائل سے ثابت نہ ہوجائے اس وقت تک سکون واطمینان نہیں ملتا۔ ہوسکتا ہے کہ مندرجہ ذیل گزارشات اس نظریہ کو رد کرنے میں مفید ثابت ہوجائیں۔ موضوع کو شروع کرنے سے پہلے قرآن کریم کی آیت اور حضورﷺ کی حدیث کی تشریح ضروری معلوم ہوتی ہے‘ کیونکہ اس سے اصل موضوع سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ قرآن کا حکم گواہی کے سلسلے میں یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے۔ قرآن کے اس حکم میں اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم حکمت کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ کہ پروردگار نے جس چیز کو جس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے اسی سے مناسبت رکھنے والی صلاحیتیں اس میں ودیعت کی ہیں۔ خاتون کو اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے اس کا تعلق ہوش سے کم اور جوش سے زیادہ ہے‘ یعنی اس کے جذبات میں شدت ہے۔ خاص طور پر محبت اور رحم کا جذبہ عورت میں مرد کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ اس لیے ہے کہ عورت اپنی ذمہ داری اس کے بغیر احسن طریقہ سے ادا نہیں کرسکتی۔

عورت کی تخلیق کا مقصد

عورت کی تخلیق کا بنیادی مقصد نسلِ انسانی کی افزائش ہے۔ چنانچہ اولاد کی خواہش اس میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس کی گہرائی اور اس سے اس کی مغلوبیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ مرد کے مقابلے میں انتہائی کمزور ہونے کے باوجود‘ اپنے خاندان سے محبت اور اس میں امن وسکون سے رہنے اور ہر ضرورت فراہم ہونے کے باوجود‘ ایک اجنبی اور انجان خاندان میں جانے کے لیے نہ صرف خوشی سے تیار ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے اپنی جلد شادی کی دعائیں بھی مانگتی ہے۔ بہت ساری عورتیں جو دولت مند ہیں‘ خدمت کے لیے بہت نوکر چاکر ان کے پاس ہوتے ہیں‘ پھر بھی شادی کرلیتی ہیں۔ اس کی اس خواہش کی شدت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے

☆ اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات‘ گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ

کہ ایک بچہ کو پیٹ میں لیے گھومنے اور اسے جننے اور پالنے میں کتنی غیر معمولی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں' لیکن ان سب کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک چیز کے ساتھ اتنا سخت لگاؤ اس سے چاہت کے جذبہ کی شدّت کی وجہ سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

نسلِ انسانی کی افزائش کے سلسلے میں سب سے پہلے عورت کو ایک شوہر کی ضرورت ہے' اور اس ضرورت کا احساس بھی بہت شدید ہے' جس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اپنے شوہر کو خوش رکھنے کے لیے عورت اپنی آزادی قربان کر لیتی ہے اور اس قربانی کے لیے پوری زندگی میں تیار رہتی ہے۔ اس قربانی کو شوہر کی محبت نے ممکن بنایا اور اس محبت کو بیوی کے دل میں اللہ نے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ﴾ (الروم:۲۱)

''اور اُس نے تمہارے (میاں بیوی کے) درمیان محبت اور رحمت پیدا کی ہے۔''

مطلب یہ کہ جوانی کے زمانے میں محبت کرتے ہیں' بڑھاپے میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ غزوۂ اُحد کی طرف سے لوگ آ رہے تھے' ایک عورت معلومات کے لیے سامنے آئی تو ایک آدمی نے اس سے کہا آپ کا بھائی شہید ہو گیا' وہ خاموش رہی۔ دوسرے گروہ میں ایک آدمی نے ان سے کہا آپ کے والد شہید ہو گئے۔ اس پر بھی وہ خاموش رہی۔ تیسرے گروہ میں سے ایک نے کہا آپ کا بیٹا شہید ہو گیا' پھر بھی خاموش رہی۔ چوتھے آدمی نے جب ان سے کہا کہ آپ کا شوہر بھی شہید ہو گیا ہے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ جب حضور ﷺ کو یہ معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کو سب سے زیادہ محبت اپنے شوہر سے ہوتی ہے''۔ اس کے بعد نسلی افزائش کا تعلق جس چیز سے ہے وہ ہے اولاد۔ اس سے عورت کی محبت تو سب کو معلوم ہے اور مثالیں بھی اسی سے دی جاتی ہیں۔ حضور ﷺ نے بھی اسی طرح ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے ستر گنا زیادہ مہربان اور رحیم ہے۔ یاد رہے کہ عورت شوہر سے محبت کرتی ہے' اولاد پر رحم اور شفقت۔

اصل بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا مقصد یعنی نسلی افزائش ایک ایسی ذمہ داری ہے جس کی تکمیل عقل کے ذریعہ ناممکن ہے' یہ صرف اس وقت حاصل کی جا سکتی ہے جب مطلوبہ جذبات عقل پر غالب رہیں۔ دوسری طرف یہ بھی ناممکن ہے کہ یہ جذبات صرف مقاصد تک محدود ہوں' بلکہ اپنے اثرات دوسرے مقامات پر بھی دکھاتے ہیں اور وہاں بھی یہ جذبات عقل پر غالب ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دکھ کے موقع پر غم کے اظہار اور سکھ کے موقع پر خوشی کے اظہار میں مرد کے مقابلے میں عورت کئی گنا آگے ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اسی بنا پر عورت کو ناقص العقل قرار دیا ہے' یعنی اس کی محبت' شفقت اور رحمت کے جذبات اس کی عقل پر غالب آ جاتے ہیں' اور اسی فرطِ جذبات کی وجہ سے ممکن ہے گواہی دیتے وقت جذبات سے مغلوب ہو کر کوتاہی کرے۔ مثلاً ایک انسان اس کی گواہی سے پھانسی چڑھ سکتا ہے' اس لیے اس کو اس پر رحم آیا اور گواہی بدل دی' یا مظلوم سے کوئی جذباتی لگاؤ ہے اس لیے ملزم کے خلاف گواہی بدل دی تاکہ اسے سزا ہو جائے۔ اسی بنا پر قرآن نے شرط رکھی کہ یہ گواہی تب معتبر ہے جب دوسری خاتون بھی اسی طرح گواہی دے۔ مشرقی جرمنی سے جاسوسی کے لیے مغربی جرمنی میں خوبصورت نوجوانوں کو بھیجا جاتا تھا۔ مغربی جرمنی کی خواتین' جو سرکاری محکموں میں کام کرتی تھیں' وہ ان سے

تعلقات قائم کرتے اور یہ خواتین ان جوانوں کی محبت سے مغلوب ہو کر ملکی راز ان کو بتا دیتیں۔ دوسری خاتون کی موجودگی میں غلطی کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ اب اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔

باپ بیٹی سے زیادہ محبت کیوں کرتا ہے؟

اس کی ایک بڑی وجہ مذہب کی تعلیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی کو اگر اللہ تعالیٰ ایک بیٹی دے اور وہ اس کی اچھی پرورش کرے اور جوان ہونے پر اچھی جگہ اس کی شادی کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسے جنت عطا فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے اپنے فرمان پر عمل کر کے دکھایا۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی بیٹی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اتنی عزت کیا کرتے تھے کہ جب وہ آپؐ کے پاس تشریف لاتیں تو آپ ﷺ ان کے لیے اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ دوسرے مذاہب کی تعلیمات بھی اس کے قریب قریب ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بیٹی بہت کمزور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری تاریخ اور موجودہ دنیا میں مرد کے ہاتھوں جتنا ظلم عورت پر ہو رہا ہے اس سے آدھا بھی عورت کی طرف سے مرد پر نہیں ہوا ہے اور نہ ہو رہا ہے۔ اپنے گھر میں بھائیوں کے مقابلے میں بے بس ہے۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کو اتنا دکھ نہیں دے سکتا جتنا بہن کو دے سکتا ہے اور دیتا بھی ہے۔ اسی طرح شادی کے بعد شوہر کے گھر میں جتنی زیادتیاں بیویاں اٹھاتی ہیں اس سے آدھا بھی بیویوں کے ہاتھوں شوہر نہیں اٹھاتے۔ اور یہ انسان کی فطرت ہے کہ اس کے دل میں کمزور کے لیے ہمدردی کے جذبات زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور جب معاملہ باپ اور بیٹی کا ہو تو ایسی مظلوم بیٹی کے ساتھ والد کی ہمدردی جتنی بھی زیادہ ہو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ ہمدردی کی یہ دو وجوہات نرینہ اولاد میں نہیں یعنی نہ شرعی تعلیم اس کے بارے میں اس طرح ہے اور نہ ہی وہ بیٹی کی طرح بے بس ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ بیٹے کی ذمہ داری بیٹی کی ذمہ داریوں سے بالکل مختلف ہے۔ مستقبل میں بیٹے نے کاروبار سنبھالنا ہے اور گھر کا نظام چلانا ہے اس لیے اس کی تربیت والد کے ذمہ ہے کیونکہ ان کاموں کے لیے والد ہی کی تربیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ دوسری طرف بیٹے کے لیے باہر کی دنیا میں دیگر دلچسپیاں بہت زیادہ ہیں اور چونکہ ان میں منفی سرگرمیاں زیادہ ہیں جو بیٹے کے مستقبل کے تاریک بننے کے اسباب بن سکتی ہیں اس وجہ سے اس کی تربیت بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ذمہ دار اور حساس والد جب بیٹے کو منفی سرگرمیوں سے منع کرتا ہے اور مثبت سمت میں لانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں باپ اور بیٹے کے درمیان ٹکراؤ آ جاتا ہے اور اسی وجہ سے ہر ایک کے دل میں دوسرے کے خلاف شکایات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور یہی وہ چیز ہے جو باپ اور بیٹے میں دوری پیدا کرتی ہے جبکہ بیٹی کی تربیت اس طرح نہیں ہوتی ہے اس لیے باپ اور بیٹی میں گلے شکوے بہت کم ہوتے ہیں لہٰذا ان میں اسی تناسب سے دوری بھی کم ہوتی ہے اور ان میں فطری محبت برقرار رہتی ہے۔ بیٹے کی محبت متاثر ہے اور بیٹی کی غیر متاثر اور جب ان کا موازنہ کیا جائے تو بیٹی سے محبت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ محبت کی مختلف اقسام ہیں مثلاً میاں بیوی کی محبت والدین اور اولاد کی محبت استاد شاگرد کی محبت محسن اور ممنون کی محبت دوست اور دوست کی محبت پیر اور مرید کی محبت سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں لہٰذا باپ

اور بیٹی کے درمیان رحم‘ شفقت اور مہربانی کے تعلق کو ہم نے محبت سے تعبیر کیا ہے۔

بیٹی والد کا احترام کیوں کرتی ہے؟

آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ شریعت نے محرم رشتہ دار کے ساتھ نکاح کیوں حرام قرار دیا ہے؟ عقلی لحاظ سے دیکھیں تو یہ ممانعت ایک مسئلہ ہے۔ اس لیے کہ بچیوں کی شادی کے بارے میں والدین کی اکثریت بہت فکرمند ہے اور ان کی طرف سے اخبارات و جرائد میں ''ضرورت رشتہ'' کے اشتہارات بھی شائع کرائے جاتے ہیں۔ لیکن اشتہار کے ذریعے اگر ان کو رشتہ ملتا بھی ہے تو پریشانی پھر بھی ختم نہیں ہو جاتی‘ کیونکہ وہ اجنبی ہوتا ہے‘ جس کے اخلاق معلوم نہیں‘ کردار معلوم نہیں۔ اس لیے بہت بڑا خطرہ مول لیتے ہوئے بیٹی ان کے حوالے کرتے ہیں۔ جبکہ اس لڑکی کے گھر میں خوبصورت‘ باکردار‘ بھائی‘ چچا‘ ماموں یا کوئی اور رشتہ دار موجود ہوتا ہے‘ بلکہ وہ خود بھی مناسب لڑکی کی تلاش میں ہوتا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اس مسئلہ کے حل پر شریعت نے کیوں پابندی عائد کر رکھی ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس حرمت میں متعدد حکمتیں اور مصلحتیں موجود ہیں‘ جن میں سے چند ایک آج کی سائنس نے بھی ثابت کی ہیں۔ مثلاً ایسے رشتوں سے موروثی بیماریاں اولاد میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ لیکن میں صرف ایک حکمت اور مصلحت بیان کرتا ہوں جو ہمارے موضوع سے مناسبت رکھتی ہے‘ اور وہ یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو سکتا ہے اور اس کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔ اس صورت میں شوہر چونکہ طاقتور ہے اس لیے اپنا حق زبردستی وصول کر سکتا ہے‘ لیکن بیوی اپنا حق کس طرح وصول کرے‘ ایسے موقع پر لڑکی کے رشتہ دار آ کر اس کو ظلم سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے حقوق دلوانے کے لیے دباؤ ڈالتے ہیں۔ اب فرض کریں شوہر خاتون کا بھائی ہے اور ان میں اختلاف پیدا ہوا تو اس صورت میں خاتون کو حق کون دلوائے گا؟ اس قسم کی صورتحال سے بچنے کے لیے شریعت نے محرم سے نکاح حرام قرار دیا ہے۔ اس کے بعد یہ بھی ذہن میں رہے کہ بیوی کے رشتہ داروں میں سب سے پہلے اس کے دفاع اور حقوق دلوانے کے لیے والد میدان میں آتا ہے‘ باقی رشتہ دار والد کے کہنے پر سامنے آتے ہیں۔ بیٹی کو یہ سب معلوم ہے‘ اور ہو سکتا ہے کہ اس کے مشاہدہ میں بھی آیا ہو‘ بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ گھر میں بھائی نے بہن کی حق تلفی کی ہو اور والد نے بیٹی کا ساتھ دیتے ہوئے بھائی کو منع کیا ہو۔ ان ساری باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بیٹی باپ کی عزت کرتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ گھر میں بیٹی کی ضروریات کی فراہمی میں بھائیوں کے مقابلے میں والد زیادہ دلچسپی لیتا ہے۔ لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بیٹی کے مستقبل کا فیصلہ بھی اکثر باپ کے ہاتھ میں ہوتا ہے‘ یعنی بیٹی کی شادی کا اختیار والد کے پاس ہوتا ہے اور والد کا اخلاص اس سلسلے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ چنانچہ کبھی کبھی والد لالچ کا شکار ہو کر بیٹی کی زندگی متاثر کرتا ہے۔ یہ بات بیٹی کو معلوم ہے‘ اس لیے وہ والد کے احترام وغیرہ سے اس کی دلجوئی کی کوشش کرتی ہے۔

تیسری وجہ وہ ہے جو والد کی شفقت کے سلسلے میں‘ تیسرے نمبر پر درج کی ہے۔ یعنی بیٹی کی تربیت بیٹے کی طرح نہیں‘ یعنی کاروباری ذمہ داریوں کی بجائے اسے خاندانی ذمہ داریوں کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے

علاوہ بیٹی کی منفی سرگرمیاں بیٹے کی منفی سرگرمیوں سے مختلف ہیں' لہٰذا اس کی تربیت اور سرگرمیوں پر نظر رکھنا ماں کی ذمہ داری بنتی ہے۔ باپ بیٹی سے نہیں کہہ سکتا کہ اٹھو نماز پڑھو' کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ اس لیے نماز نہیں پڑھتی کہ پاک نہیں ہے اور اس بات کا علم باپ کو نہیں ماں کو ہوتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر بیٹی اور باپ کے درمیان اختلاف کم ہوتا ہے' نتیجتاً گلے شکوے بھی نہیں ہوتے۔ ایسی صورت میں والد کی طرف سے شفقت اور بیٹی کی طرف سے عزت واحترام کا جذبہ صحیح سالم ہوتا ہے اور ماں کے مقابلے میں باپ کی عزت اور احترام زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ شروع میں ہم نے بتایا تھا کہ عورت میں جذبات شدید ہوتے ہیں اور اکثر عقل پر غالب آ جاتے ہیں' اس لیے مرد کے مقابلے میں عورت جذبات کے میدان میں ہمیشہ آگے ہوتی ہے' جس کی وجہ سے شریعت نے اس کی گواہی کو معتبر بنانے کے لیے دوسری عورت کی گواہی ضروری قرار دی تھی ۔ یہی فطری خصوصیت اس کا سبب بن جاتی ہے کہ والد کے عزت واحترام میں بیٹی بیٹے سے آگے نکل جاتی ہے۔

ماں بیٹے کے ساتھ کیوں زیادہ محبت کرتی ہے؟

یہ بات یقینی نہیں کہ ہر ماں بیٹے سے بیٹی کے مقابلے میں زیادہ محبت کرتی ہے۔ کافی تعداد ماؤں کی ہمارے علم میں ہے جو بیٹے کی محنت مزدوری کی بچت بیٹیوں پر خرچ کرتی ہیں' یہاں تک کہ دوسرے بہانوں سے بیٹوں سے رقم لے کر بیٹیوں پر خرچ کرتی ہیں۔ بیٹی کی شادی کے بعد اس کے سسرال والوں کی اتنی خدمت کرتی اور خیال رکھتی ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے' اور یہ سب اس لیے تاکہ وہ میری بیٹی کو دکھ نہ دیں۔ ہاں یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسی مائیں بھی ہیں جو بیٹے کو زیادہ ترجیح دیتی ہیں۔ اس کی وجہ مادیت کا غلبہ ہوتا ہے' یعنی یہ احساس کہ بیٹا خاندان کے ہر مسئلہ کے حل میں کردار ادا کرتا ہے۔ اس کردار کا تعلق خاندان کے دفاع سے بھی ہوسکتا ہے اور معاش سے بھی۔ اس کے علاوہ ماں اولاد کی جتنی محتاج ہوتی ہے باپ اتنا نہیں ہوتا۔ کیونکہ باپ کاروبار بھی کرتا ہے اور جائیداد بھی اکثر اس کے نام پر ہوتی ہے' جبکہ ماں کے پاس ایسے ذرائع بہت کم ہوتے ہیں۔ اس لیے ماں کا انحصار بیٹے پر زیادہ ہوتا ہے' جبکہ بیٹی سے اس قسم کی توقعات بہت کم وابستہ ہوتی ہیں۔ انہی مادی مفادات کی وابستگی کی وجہ سے اکثر خواتین بیٹی سے بہو کو زیادہ اہمیت دیتی ہیں' کیونکہ بہو آ کر اس کا گھر آباد کرتی ہے جبکہ بیٹی جا کر دوسروں کا گھر آباد کرتی ہے۔ اس سلسلے میں پشتو زبان کا ایک بہت مشہور محاورہ ہے ''لور پردی دہ نـرور کیـر دی دہ'' یعنی بیٹی بیگانہ ہے اور بہو خیمہ ہے۔ اب جن خواتین کی نظروں میں بہو بھی بیٹی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہو ان کی نظروں میں بیٹا بطریقِ اولیٰ پسندیدہ ہوگا۔ خاص طور پر بڑا بیٹا تو اور بھی ماں کی شفقت اور مہربانی کا مرکز بنا رہتا ہے' کیونکہ باپ کے بعد سب سے زیادہ ذمہ داری اسی پر آتی ہے۔ بڑے بیٹے کی اسی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بڑے بھائی کا حق دوسرے بھائیوں پر اتنا ہے جتنا والد کا حق اولاد پر۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بیٹی کی تربیت کا تعلق باپ کے مقابلے میں ماں سے زیادہ ہوتا ہے' کیونکہ امورِ خانہ داری ماں سکھاتی ہے جبکہ بیٹی اس میں سستی یا غلطی کرتی رہتی ہے۔ نتیجتاً ماں بیٹی میں اختلاف

پیدا ہوتا ہے' تکرار ہوتی ہے' اور وہی صورتِ حال یہاں بھی پیدا ہو جاتی ہے جو باپ اور بیٹے کے درمیان پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ چیز ماں اور بیٹی میں محبت' شفقت اور عزت و احترام میں بظاہر کمی کا باعث بنتی ہے۔ اسی طرح بیٹی کی منفی سرگرمیاں ماں کے علم میں آ جاتی ہیں اور یہ بھی تعلقات میں سردمہری کا سبب بن جاتی ہیں۔ جبکہ ماں اور بیٹے میں اس طرح کے تعلقات کو متاثر کرنے والے عوامل نہ ہونے کے برابر ہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ ماں اور باپ کے درمیان وہی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے جو باپ اور بیٹے کے درمیان ہوتا ہے' یعنی ماں کوئی کام کرنا چاہتی ہے' یا شوہر یا بیٹوں سے کرانا چاہتی ہے لیکن شوہر اختلاف کرتا ہے' اپنی بعض خواہشات کی تکمیل چاہتی ہے لیکن شوہر انکار کرتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر بیوی شوہر سے دور اور بیٹوں کے قریب ہو جاتی ہے۔ ان خواہشات کی تکمیل بیٹے بھی شاید نہیں چاہیں گے لیکن ان کو اختلاف کے اظہار کی ضرورت اس لیے نہیں پڑتی' کیونکہ باپ نے پہلے سے انکار ظاہر کیا ہے' اس لیے ماں کے غصہ اور ناراضگی سے بچ جاتے ہیں۔ ویسے بھی باپ کے برعکس بیٹا ماں کی مرضی کا لحاظ زیادہ رکھتا ہے' کیونکہ وہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنت تلاش کر رہا ہوتا ہے' یہاں تک کہ بعض اوقات ماں کی غلطی یا غلط خواہش پر بھی خاموشی اختیار کرتا ہے۔ ماں کی نافرمانی سے بچنے کی خاطر اس کی بات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عورت شوہر کے مقابلے میں بیٹے کو زیادہ دلیری سے حکم دیتی ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر ماں بیٹے کے درمیان قربت میاں اور بیوی کے مقابلے میں زیادہ نظر آتی ہے۔

بیٹا ماں سے بیٹی کے مقابلے میں کیوں زیادہ محبت کرتا ہے؟

مذکورہ بالا سطور سے خود بخود یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بیٹا ماں سے بیٹی کے مقابلے میں کیوں زیادہ عزت واحترام کرنے والا معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بات ہر جگہ درست ثابت نہیں۔ کیونکہ مشاہدہ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ بہت ساری بیٹیاں ماں کا عزت واحترام اور خدمت نرینہ اولاد سے بہت زیادہ کرتی ہیں اور یہ عمل اپنی سعادت سمجھتی ہیں۔ لیکن جہاں بیٹا زیادہ مہربان نظر آتا ہے وہاں وجہ یہ ہے کہ ماں شدّتِ شفقت کی وجہ سے ہر معاملے میں بیٹے کا ساتھ دیتی ہے' یہاں تک کہ اپنے شوہر کو بیٹے پر غلطی کی وجہ سے اعتراض کرنے سے روکتی ہے۔ اسی وجہ سے اکثر بیٹے اپنی ہر خواہش کا اظہار باپ کے بجائے ماں سے کرتے ہیں اور اکثر باتیں ماں کے توسّط سے والد تک پہنچاتے ہیں اور باپ سے منوانے کے لیے ماں کو استعمال کرتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ماں اور بیٹے کے درمیان اتنا اختلاف نہیں ہوتا جتنا ماں بیٹی کے درمیان ہوسکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے ماں بیٹے کی تربیت میں اتنی زیادہ مؤثر نہیں ہوتی جتنی بیٹی کی تربیت میں ہوتی ہے' اس لیے ان کے درمیان ٹکراؤ اور ناراضگی کم ہوتی ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ مذہب کی تعلیمات اور معاشرے کا رجحان اس طرف بہت زیادہ ہے اور ماں کی خدمت اس کی فرمانبرداری اور اس کی دلجوئی دنیا و آخرت کی کامیابی سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے

(باقی کیسر 64 پر)